بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نظرات

گذشتہ مہینے کے برہان میں لفٹننٹ کرنل خواجہ عبد الرشید صاحب کا جو مقالہ "کتبۂ مارگلہ" کے عنوان سے شائع ہوا ہے وہ ایک مخصوص کاوشِ دماغی کے اعتبار سے لائق قدر اور مستحقِ داد ہے لیکن جناب ڈاکٹر زبید احمد صاحب سابق صدر شعبۂ عربی و فارسی الٰہ آباد یونیورسٹی نے اپنے ایک والانامہ میں اس مضمون کی ایک فروگذاشت کی طرف توجہ دلائی ہے جو واقعی بڑی اہم ہے موصوف لکھتے ہیں

"مارگلہ کا مضمون دلچسپ ہے۔ لیکن فاضل مضمون نگار نے سال ۱۰۸۰ھ حاصل کرنے کے لئے "ہوش" کی جگہ "ماہ وش" جو تجویز کیا ہے اس سے تو مصرعہ میں سکتہ پڑ جاتا ہے "ناصیہ ہوش ہندوستان" کا وزن "مفتعلن مفتعلن فاعلن" ہے اور ناصیہ ماہوش ہندوستان کا وزن مفتعلن مفتعلن مستفعلن ہو جاتا ہے جو موزوں نہیں۔ میرا خیال ہے کہ اگر ۱۰۸۰ھ ہی صحیح سال ہے تو شاعر نے تعمیۂ داخلی سے کام لیا ہوگا۔ پھر یہ مصرعہ "کہ سر برد چرخ برصد زماں" موزوں معلوم نہیں ہوتا۔ کیونکہ "سر برد" کا وزن مُفاعلن ہے اور ہونا چاہیئے مفتعلن۔ گشت کی جگہ لفظ گفت ہی صحیح معلوم ہوتا ہے۔ بقیہ تینوں خواندگیوں میں گفت ہی ہے غالباً گشت کتابت کی غلطی ہے۔"

عثمانیہ یونیورسٹی کے ڈاکٹر محمد یوسف الدین نے حال ہی میں ایک بڑی عمدہ اور مفید کتاب شائع کی ہے۔ اس کا نام ہے "دنیا کی یونیورسٹیوں میں مشرقی اور اسلامی علوم کی تعلیم" کتاب انگریزی میں ہے اور بڑی تقطیع کے ڈھائی سو صفحات پر پھیلی ہوئی ہے اس میں لائق مرتب نے ہر جگہ کے مستند اعداد و شمار فراہم کر کے تفصیل سے یہ بتایا ہے کہ دنیا میں کہاں کہاں اسلامی علوم و فنون کی تعلیم کا انتظام ہے؟ اور یہ انتظام کتنے بڑے اور وسیع پیمانہ پر ہے۔ کتاب تین

حصوں پر تقسیم ہے۔ پہلے حصہ میں امریکہ اور کناڈا کی یونیورسٹیوں کا ذکر ہے دوسرے حصہ میں مغربی ممالک یعنی برطانیہ۔ ہولینڈ۔ فرانس۔ جرمنی۔ اٹلی۔ وٹیکین اسٹیٹ۔ سوویٹ روس اور ان کی یونیورسٹیوں کا تذکرہ ہے اس کے بعد کتاب کا تیسرا حصہ شروع ہوتا ہے جس میں مشرقی ممالک کی یونیورسٹیوں کا بیان ہے اس کتاب کو پڑھ کر معلوم ہوگا کہ آج دنیا کا کوئی ترقی یافتہ اور مہذب ملک ایسا نہیں ہے جہاں اسلامی تاریخ۔ فلسفہ۔ دینیات اور اسلامی کلچر کی تعلیم اور اس میں تحقیق کا کام کرنے کی سہولت نہ ہو۔ اس مقصد کے لئے لاکھوں روپئے کے ٹرسٹ ہیں جو عربی کتابوں کی اشاعت اور طلباء کے وظائف کے لئے وقف ہیں بڑی بڑی تنخواہوں کے استاذ اور پروفیسر ہیں جو دنیا و مافیہا سے بے خبر ہو کر اپنی زندگیاں اسلامیات کی تحقیق و مطالعہ کے لئے وقف کئے ہوتے ہیں اور انھیں لوگوں کی علمی کوششوں کا نتیجہ یہ ہے کہ آج اسلامیات کا کوئی طالب علم اپنی تحقیق ان علمائے مغرب کی کتابوں سے استفادہ کئے بغیر مکمل نہیں کر سکتا۔

اس کتاب کا مقصد دراصل یہ ہے کہ اس کا مطالعہ کرنے کے بعد ایک طرف خود مسلمان اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھیں کہ ان کے علوم و فنون کے لئے دوسری قومیں جو کچھ کر رہی ہیں کیا وہ اس کا ایک۔ دسواں حصہ بھی خود کر سکے ہیں۔ اسلامیات پر تحقیق اور ریسرچ کی جو سہولتیں ان ملکوں میں ہیں کیا وہ خود مسلمانوں کے ہاں موجود ہیں۔ اسلامی علوم کے طلبہ کی جو حوصلہ افزائی یہ لوگ کرتے ہیں کیا خود مسلمان بھی یہی حوصلہ افزائی کر رہے ہیں؟ اس کے علاوہ کتاب کا دوسرا مقصد۔ جیسا کہ مقدمہ میں پروفیسر محمد رحیم الدین صاحب نے صاف صاف لکھ بھی دیا ہے۔ حکومت ہند کو اس طرف متوجہ کرنا ہے کہ وہ علم، کلچر اور اسلامیات کی قدر شناسی کے باب میں دنیا کی ان مہذب اور ترقی یافتہ قوموں سے سبق لے اور عثمانیہ یونیورسٹی کے شعبہ دینیاتِ اسلامی کو حرفِ غلط کی طرح مٹانے یا کم از کم اس کا نام بگاڑنے کی کوشش نہ کرے حکومت پر اس کا اثر ہو یا نہ ہو لیکن مسلمان جو آج احساسِ کمتری میں مبتلا ہیں وہ اس کتاب کو پڑھ کر یہ کہہ سکتے ہیں

"عالم ہمہ افسانہ ما ما ہمہ ہیچ"

یہ کتاب کا پہلا اڈیشن ہے اور نامکمل ہے کیوں کہ اس کی طباعت کے وقت تک بعض معلومات حاصل نہ ہو سکی تھیں۔ امید ہے کہ دوسرا اڈیشن زیادہ مکمل اور جامع ہوگا۔ قیمت درج نہیں پتہ یہ ہے:۔ الہدیٰ بک ایجنسی۔ ناظم شاہی روڈ۔ حیدرآباد دکن۔